علماء بنوری ٹاؤن اور فروغِ علم!

مولانا قاری زبیر احمد
استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن

الحمد للّٰہ حمدًا متوالیًا والصّلٰوۃُ والسّلامُ علٰی سیدِ الرُّسل والأنبیاء وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ الأتقیاء وعلٰی علماء أمتہٖ البررۃِ النبلاء . أمابعد! فأعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم: ''إِنَّمَا یَخْشٰی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ۔'' (۱) وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ''العلماء ورثۃُ الأنبیاء۔'' (۲)

قرآن کریم، فرقانِ حمید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے انسان کو دو بنیادی مقاصد کی تکمیل و برآری کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ ایک مقصد کو عمومی عنوان کے تحت ''وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ''(۳) کہہ کر بیان فرمایا، یعنی انسان وجن کا مقصدِ تخلیق‘ خالق کی بندگی بجالانا ہے۔ دوسرا مقصد خصوصی عنوان کے تحت ''وَ إِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَۃِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْأَرْضِ خَلِیْفَۃً ''(۴) کہہ کر بیان فرمایا۔ ان دونوں آیتوں کا مفہوم یکجا کرنے سے تخلیق انسانی کا مقصد یہ عیاں ہوتا ہے کہ خالق کائنات کی بندگی اس کی ہدایات کی روشنی میں، اس کے منشأ کے مطابق بجالانا، تخلیق انسانی کا مقصد ہے۔

اب خالق کا منشأ عام مخلوق کو کیسے معلوم ہو، اس کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ نے بیچ کا ایک ایسا واسطہ متعین فرمایا ہے جو اعلیٰ صلاحیتوں کا حامل ہوکر خالق سے ہدایات لے اور بشری اوصاف سے باوصف ہونے کی بنا پر اپنی قوم کو اس کی زبان، محاورے اور تعبیروں کے ذریعہ سمجھائے۔

یہ واسطہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے: ''وَمَاأَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ '' (۵)

یہ سلسلۂ نبوت پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خالق کائنات کا آخری پیغام انسانیت تک پہنچا کر دنیا سے پردہ فرماگئے۔ اور اس پیغام کو آگے بڑھانے اور پہنچانے کی ذمہ داری اپنی امت کے چیدہ چنیدہ اور برگزیدہ ہستیوں

کے سپرد فرما گئے، ان ہستیوں کو علمائے امت کہا جاتا ہے جو تبلیغ دین، تحفظِ دین اور تفہیم دین میں اپنی قوموں اور اپنے خطوں کے لیے اب وہی حیثیت رکھتے ہیں جو اپنے زمانے میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت تھی، اسی وراثتِ منصبی اور نیابتِ نبوی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''العلماء ورثة الأنبياء'' کہہ کر باور کرایا ہے۔

چنانچہ ان علماء امت نے ہر دور میں اپنا فرضِ منصبی بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ ہم تقریب وتفہیم کے لیے ماضی قریب کے دریچوں میں جھانک کر دیکھیں تو ہمیں متحدہ ہندوستان کی علمی تاریخ میں تبلیغ دین، تفہیم قرآن، تشریح اسلام، بیانِ حدیث، احیاءِ ملت اور تجدیدِ دین کے روایتی وموروثی منصب پر فائز خانوادۂ ولی اللّٰہی نظر آتا ہے، جنہوں نے بارہویں صدی ہجری میں برصغیر میں عمارتِ اسلام کو سنبھالا دیا، اور مسلمانوں کے سیاسی زوال کے آغاز پر حق تعالیٰ شانہٗ نے ہندوستان پر شاہ ولی اللہ قطب الدین احمد دہلوی بن شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ(۶) کے وجودِ مسعود کو علمی دنیا کا بادشاہ بنا کر اہل ہند پر اپنا خاص کرم فرمایا، چنانچہ شاہ نے جہاں وطنی وحدت، ملی استحکام اور امت کی شیرازہ بندی کے لیے سیاسی وعملی کاوشیں اٹھائیں وہیں پر تعلم وتعلیم کا ایسا نظام متعارف کروایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہندوستان میں علوم دینیہ کی نشأۃ واحیاء کروائی۔(۷)

چنانچہ آپ نے مدرسہ رحیمیہ(۸) کے ذریعہ ایک ایسا درسگاہی نظام متعارف کروایا جو اپنے نصابِ تعلیم کے اعتبار سے ہندوستان میں منفرد نظامِ تعلیم کے مقام تک رسائی پا گیا۔ آپ کے نصاب تعلیم میں علوم آلیہ یعنی لغوی اور معقولی فنون کے علاوہ علوم عالیہ یعنی قرآن وسنت کی باقاعدہ درس وتدریس اور ترجمہ وتشریح شامل کی جس سے ملتِ اسلامیہ ہند کو علماء راسخین میسر آئے، جنہوں نے انگریزی تسلط اور قبضہ کے دوران مکاتب قرآنیہ اور مدارس دینیہ جیسے مشاغل کے ذریعہ تحفظِ دین اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی عمدہ لازوال بے مثال اور منفردی کڑی دارالعلوم دیوبند بھی ہے۔

دارالعلوم دیوبند نے ولی اللّٰہی فکر وعزم کے ساتھ دنیائے اسلام کو دین اسلام کی تعلیم و ترویج کا ایک منظّم ومربوط نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم متعارف کروایا۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند نے پہلے ہزاروں لاکھوں تشنگانِ علوم دینیہ کو اپنے چشمۂ فیض سے فیض یاب کیا اور پھر اس چشمہ کا ہر فیض یافتہ ایک دریا بن کر دنیائے اسلام کو سیراب کرتا چلا گیا۔

اسی قسم کے ایک علمی دریا کو دنیا محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) کے نام سے جانتی ہے، جنہوں نے ۱۹۵۴ء میں پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جو اپنے علمی،

دعوتی، فکری اور تعلیمی کردار کی بدولت ارباب دارالعلوم دیوبند کے بقول پاکستان میں دیوبند ثانی کے رتبہ کا بجا حقدار ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی دینی، دعوتی، تعلیمی اور تصنیفی خدمات ایک وسیع و عریض میدان ہے، جس میں سے ایک ایک موضوع پر تخصص (P.H.D) ہوسکتی ہے اور ہونی چاہیے، جیسا کہ دنیا جانتی اور مانتی ہے۔

میرے پیش نظر صرف یہ ہے کہ جامعہ علوم اسلامیہ کو اللہ تعالیٰ نے دینی خدمات، اعتماد و استناد، شہرت و قبولیت، مرجعیت و مقبولیت کے اس بام عروج تک پہنچایا ہے، ظاہر ہے کہ ادارے افراد سے چلتے ہیں، کسی بھی ادارے کی کارکردگی کا حسن و خوبی یا فضل و کمال اس کے عالی ہمت رجال کار کے امتیازی اوصاف و کمالات کا آئینہ دار ہوتا ہے، اس لیے میں نے اپنی تحقیق و جستجو کی عنانِ توجہ جامعہ کے ایسے ہی اربابِ فضل و کمال کی شخصیات و تعارف کی طرف مبذول کرنا چاہی، تاکہ ان اصحابِ علم و فضل کا علمی و عملی امتیاز میرے لیے اور میرے جیسے دیگر طلبۂ علم کے لیے مشعل راہ بن سکے اور کسی حد تک امتِ مسلمہ کے ان محسنین کا حق و فرض بھی ادا ہوسکے۔

تاہم یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اپنی خدمات کی نصف صدی طے کرچکی ہے، اس دوران دسیوں نہیں، سینکڑوں اکابر و مشائخ اس جامعہ کی تعلیم و ترقی میں ساجھی بن کر اپنا اگلا جہاں سنوار چکے ہیں، ان میں سے ہر ایک کی خدمات لازوال، یادگار اور عظیم تذکار کا درجہ رکھتی ہیں۔

نیز ان میں سے بعض تاحال اس گلشن علم کی زینت بنے ہوئے ہیں، جیسے: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہم جو جامعہ کے ابتدائی طلبہ اور اولین معماروں میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے معتمدِ خاص اور معاون خصوصی رہے ہیں اور ابھی اس گلشن کے مالی و نگہبان کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد انور بدخشانی صاحب حفظہ اللہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد اور علم و فن کے چلتے پھرتے کتب خانہ کا درجہ رکھتے ہیں اور متعدد عربی و فارسی تصانیف کے حامل ہیں جن میں درسی کتب کی تسہیل، منطق و فلسفہ، علم حدیث و قرآن، ترجمہ و تفسیر قرآن شامل ہیں، نیز حال ہی میں آپ کے فارسی ترجمۂ قرآن کو سعودی حکومت نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کرکے اہل فارس کے لیے وقف کرنے کا فیصلہ کیا ہے، **فجزاهم الله جميعًا**۔

مگر میں اپنے اس تحقیقی مقالہ کا موضوع جامعہ کی صرف دس اہم شخصیات کو بنا سکا ہوں جن کی علمی، تصنیفی یا ذاتی حیثیت سے دنیائے علم کا تقریباً ہر طالب علم آشنا ہے، جن میں حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف و تذکرہ بانیِ جامعہ کے طور پر شامل تحقیق کیا گیا ہے، جس میں

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام و مرتبہ، آپ کی علمی و تصنیفی خدمات اور آپ کے دعوتی و تحریکی کارنامے مختصر انداز میں اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ (۹)

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کارناموں میں سب سے نمایاں کارنامہ آپ کی علمی یادگار اور صدقۂ جاریہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن ہے۔ بنوری ٹاؤن کا تعلیمی نظم و نسق، تعلیمی و تدریسی شعبہ جات اور تحقیقی و تصنیفی اور اشاعتی و نشریاتی شعبوں کا اجمالی تعارف بھی میری تحقیق کا حصہ ہے۔

علاوہ ازیں جامعہ کی جن نامور ہستیوں کی علمی و عملی زندگی کو بطور خاص راقم نے موضوعِ سخن بنایا ہے، ان میں سابق مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ، علم حدیث و رجال کے امامِ زمانہ، عظیم محقق و مؤلف حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، حدیث و تفسیر کے عظیم استاذ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے بانی و مبانی رکن حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیق و تالیف کے یگانہ روزگار حضرت مولانا محمد اسحاق سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ، پیکرِ اخلاص مجسم غیرت و حمیت وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، صاحبِ فکر و نظر حضرت مولانا محمد طاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، صاحب علم و عمل شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، تحقیق و تصنیف کے مردِ میدان، نظم و ضبط کی عمدہ مثال حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ اور آخر میں امتِ مسلمہ کے غم خوار، حدیث و فقہ کے جامع، عظیم محدث حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ شامل بحث کیا گیا ہے۔

ان اکابرِ ملت نے اپنی تعلیم و تدریس، تصنیف و تحقیق، دعوت و تبلیغ، اصلاح و ارشاد اور دین کے مختلف شعبوں میں اپنی نمایاں خدمات کے ذریعہ امت کی رہبری، معاشرے کی اصلاح کے لیے جو کاوشیں اٹھائی ہیں، ان کا تعارف و تذکرہ علماء بنوری ٹاؤن کی خدمات کی ایک نمایاں تصویر کے طور پر زیرِ تحقیق لایا گیا ہے۔

ان اساطینِ علم کی مشترکہ یادگار جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن زمانے کی نظر میں کس علمی و امتیازی حیثیت پر فائز ہے اور اندرونِ ملک و بیرونِ ملک بالخصوص اسلامی و خلیجی ممالک میں اس ادارے کی علمی حیثیت کیا ہے؟ اپنے اس مقالے میں اس پہلو کو اجاگر کرنے کی سعی بھی کی گئی ہے۔

نیز اس وقت جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن دین اسلام کی تعلیم و تدریس کے علاوہ مختلف موضوعات پر تحقیق و تالیف، دین کی نشر و اشاعت، قرآن و سنت کی تبلیغ و ترویج، دینی امور میں اعتدال و توسط کی تاکید و تلقین، اصلاحِ معاشرہ کی کد و کاوش، اُخوت و بھائی چارہ کے فروغ، وطنی و ملی وحدت و یکجہتی اور مذہبی رواداری و ہم آہنگی جیسے عظیم مقاصد کی تکمیل کے لیے کوشاں ہے۔

جامعہ کا یہ فکری و عملی درس حاصل کرنے والے وارثانِ علوم نبوی اندرونِ ملک و بیرون

ملک اسی نہج پر مصروف کار ہیں۔

الحمدللہ! ملک کا کوئی حصہ اور دنیا کا کوئی ملک بلکہ دنیا کا کوئی گوشہ شاید ہی ایسا ملے جہاں بلاواسطہ یا بالواسطہ جامعہ کا یہ فیض نہ پہنچا ہو، بلکہ بعض معاصر اہل علم جنہیں پاکستان کے مختلف شہروں اور دنیا کے مختلف ممالک میں دینی مناسبات سے جانے کا اتفاق ہوا وہ اپنے مشاہدات زبانی وتحریری طور پر بیان کرتے ہوئے معلوم ہوئے ہیں کہ ہمیں دنیا میں جہاں بھی جانے کا اتفاق ہوا، کسی بھی جگہ دین کے کسی شعبہ میں کسی کو نمایاں طور پر مصروف خدمت پایا تو معلوم کرنے پر اس کا تعلق جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے معلوم ہوا۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوکر دنیا کو سیراب کرنے کا یہ کام اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں سے لیا اُسے جہاں حق تعالیٰ شانہٗ کا انتخاب کہا جائے گا وہاں بانیِ جامعہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص اور اکابر بنوری ٹاؤن کی مخلصانہ کوششوں کا ثمر بھی کہا جائے گا۔ اسی فیض عام کے چشمۂ اخلاص سے روشناس کرانے کے لیے بندہ نے یہ کوشش کی کہ جامعہ کے سن تاسیس ۱۹۵۴ء سے لے کر ۲۰۰۵ء تک چند نمایاں اہل علم کا تعارف پیش کیا جائے، تاکہ جامعہ کے فیض سے فیض یاب ہوکر میدانِ عمل میں اترنے والوں کو اپنے مشائخ کی تعلیمی وعملی زندگی کے کچھ گوشے سامنے رکھنے میں مدد مل سکے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو بارآور فرمائے اور ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

حواشی وحوالہ جات

۱:......الفاطر:۲۸۔

۲:...... صحیح البخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، ج:۱،ص:۱۶، ط: قدیمی۔سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ج:۲،ص:۹۷، ط: قدیمی۔

۳:......البقرۃ:۳۰۔ ۴:......الذاریات:۵۶۔ ۵:......ابراھیم:۴۔

۶:......شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والدگرامی شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ المتوفی:۱۱۳۱ھ نے خواجہ بختیار الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا فرمارہے تھے کہ اللہ تمہیں فرزند دے گا، اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ والدگرامی نے آپ کا نام ولی اللہ رکھا، کچھ مدت بعد خواب جب ذہن میں آیا تو ان کا نام قطب الدین احمد تجویز کیا۔ (امام شاہ ولی اللہ اور ان کے افکار ونظریات، مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی، ط: مکتبہ خلیل لاہور)

۷:...... ملاحظہ ہو: تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، ط: نفیس اکیڈمی۔ امام شاہ ولی اللہؒ اور ان کے افکار ونظریات، مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی، ط: مکتبہ خلیل لاہور۔ علماء ہند کا شاندار ماضی، مولانا سید محمد میاںؒ، ط: رشیدیہ اردو بازار۔

۸:......مدرسہ رحیمیہ کی بنیاد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے خود رکھی، ان کے وصال کے بعد شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مدرسہ کا منصب صدارتِ تدریس سنبھالا۔ یہ مدرسہ اسی مقام پر واقع ہے جہاں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپؒ کی اولاد کے مزار مبارکہ ہیں، جو مہندیوں کے نام سے مشہور ہے۔ (امام شاہ ولی اللہؒ اور ان کے افکار ونظریات، مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی، ط: مکتبہ خلیل لاہور)

۹:......آپؒ کے مفصل حالات زندگی اور خدمات جاننے کے لیے ملاحظہ ہو۔ ماہنامہ بینات کی قابل قدر خاص اشاعت ''محدث العصرؒ نمبر'' بیاد: محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ۔ شائع کردہ: مکتبہ ماہنامہ بینات، بنوری ٹاؤن کراچی۔